



قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا تَبْدِي



آخری زمانے میں آنے والے مسیح کی شناخت اہل انصاف کو غور و فکر کی دعوت

مدرسہ مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
حضورِ باغ روڈ ملتان
4514122

پیش لفظ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله وسبلا م على عباده الذين اصطفى - اما بعد :

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کی علامات کبریٰ کے ضمن میں حضرت مہدی علیہ الرضوان کے ظہور، ان کے زمانے میں کانے دجال کے خروج اور حضرت مسیح عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے نازل ہونے کی خبر متواتر احادیث میں دی ہے۔ گذشتہ صدیوں میں بہت سے بے باک ظالم آزموں نے مہدویت یا مسیحیت کے دعوے کئے۔ لیکن حقائق و واقعات کی کسوٹی پر ان کے دعوے غلط ثابت ہوئے، ان میں سے بعض مدعیان مسیحیت یا مہدویت کی جماعتیں اب تک موجود ہیں۔ ان کے تجربات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے چودھویں صدی میں مرزا غلام احمد قادیانی نے ۱۸۸۳ء میں مہدویت کا، ۱۸۹۱ء میں مسیحیت کا اور ۱۹۰۱ء میں نبوت کا دعویٰ کیا، اس طرح مدعیان مسیحیت و مہدویت میں ایک نئے نام کا اضافہ ہوا۔

زیر نظر رسالہ ایک قادیانی کے خط کا جواب ہے، جو جب ۱۳۹۹ھ میں لکھا گیا تھا، اور جس میں آنے والے مسیح کی علامات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات سے، جو خود مرزا غلام احمد قادیانی کو بھی مسلم ہیں، ذکر کی گئی ہیں، جن سے ثابت ہوتا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کا مسیح اور مہدی ہونے کا دعویٰ غلط ہے، یہ رسالہ ”شناخت“ کے نام سے متعدد بار شائع ہو چکا ہے، اور اب نظر ثانی کے بعد اسے جدید انداز میں شائع کیا جا رہا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو شرف قبول نصیب فرمائیں، اور اسے اپنے بندوں کی ہدایت کا ذریعہ بنائیں، آمین یا رب العالمین۔

محمد رفیع بن سید (۱)

۱۴ رجب ۱۴۱۰ھ

مکرم و محترم جناب..... صاحب!..... زیدت الطافم، آداب و دعوات۔

مزاج گرامی! جناب کا گرامی نامہ محررہ ۲۶ مئی ۱۹۷۹ء آج ۱۶ جون کو مجھے ملا، قبل ازیں چار گرامی ناموں کے جواب لکھ چکا ہوں، آج کے خط میں آپ نے مرزا صاحب کے کچھ دعوے کچھ اشعار اور کچھ پیش گوئیاں ذکر کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی نقل کیا ہے کہ ”جب مسیح اور مہدی ظاہر ہو تو اس کو میرا سلام پہنچائیں“ اور پھر اس ناکارہ کو یہ نصیحت فرمائی ہے کہ:

”اب تک آپ نے (یعنی راقم الحروف نے) اس کی تباہی و بربادی کی تدبیریں کر کے بہت کچھ اس کے خدا اور رسول کی مخالفت کر لی، اب خدا کے لئے اپنے حل پر رحم فرمائیں، اگر اپنی اصلاح نہیں کر سکتے تو دوسروں کی گمراہی اور حق سے دوری کی کوششوں سے باز رہ کر اپنے لئے الہی نداء سنی تو مول نہ لیں۔“

جناب کی نصیحت بڑی قیمتی ہے، اگر جناب مرزا صاحب واقعی مسیح اور مہدی ہیں تو کوئی شک نہیں کہ ان کی مخالفت خدا اور رسول کی مخالفت ہے، حق سے دوری و گمراہی ہے، اور الہی نداء سنی کا موجب ہے اور اگر وہ مسیح یا مہدی نہیں تو جو لوگ ان کی پیروی کر کے سچے مسیح اور سچے مہدی کے آنے کی نفی کر رہے ہیں ان کے گمراہ ہونے، حق سے دور ہونے، الہی نداء سنی کے نیچے ہونے اور خدا اور رسول کے مخالف ہونے میں بھی کوئی شبہ نہیں ہے۔ اگر واقعی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مسیح علیہ السلام کو سلام پہنچانے کا حکم فرمایا ہے تو کھلی ہوئی بات ہے کہ آپ نے امت کو یہ ہدایت بھی فرمائی ہوگی کہ حضرت مسیح اور حضرت مہدی کی کیا کیا علامتیں ہیں؟ وہ کب تشریف لائیں گے؟ کتنی مدت رہیں گے؟ کیا کیا کارنامے انجام دیں گے؟ اور ان کے زمانے کا نقشہ کیا ہوگا؟ پس اگر مرزا صاحب اس معیار پر، جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے، پورے اترتے ہیں تو ٹھیک ہے۔ انہیں ضرور مسیح مانئے اور ان کی دعوت بھی دیجئے۔ ورنہ ان کی حیثیت سید محمد جونپوری، ملا محمد انکی اور علی محمد باب وغیرہ جھوٹے مدعیان مسیحیت و مہدویت کی ہوگی، اور ان کو مسیح کہہ کر احادیث نبویہ کو ان پر چسپاں کرنا ایسا ہوگا کہ کوئی شخص ”بوم“ کا نام ”ہما“ رکھ کر ہما کی صفات و کمالات اس پر چسپاں کرنے لگے، اور لوگوں کو اسے ”ہما“ سمجھنے کی دعوت دے۔ لہذا مجھ پر آپ پر اور سارے انسانوں پر

لازم ہے کہ مرزا صاحب کو فرمودہ نبویؐ کی کسوٹی پر جانچیں، وہ کھرے ٹکلیں تو انہیں۔ کھوٹے ٹکلیں تو انہیں مسترد کر دیں۔ اس منصفانہ اصول کو سامنے رکھ کر میں جناب کو بھی آپ کی اپنی نصیحت پر عمل کرنے، اور مرزا صاحب کی حیثیت پر غور و فکر کی دعوت دیتا ہوں اور اس سلسلہ میں چند نکات مختصراً عرض کرتا ہوں۔ وبالله التوفیق۔

۱۔ حضرت مسیح علیہ السلام کب آئیں گے؟

اس سلسلہ میں سب پہلا سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ مسیح علیہ السلام کب آئیں گے؟ کس زمانے میں ان کی تشریف آوری ہوگی؟ اس کا جواب خود جناب مرزا صاحب ہی کی زبان سے سننا بہتر ہوگا۔ مرزا صاحب، اپنے نشانات ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”پہلا نشان: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله يبعث
لهذه الامة على راس كل مائة من يجد دلها دينها۔

(رد المحتار)

یعنی خدا ہر ایک صدی کے سر پر اس امت کے لئے ایک شخص کو مبعوث فرمائے گا جو اس کے لئے دین کو تازہ کرے گا.....

لہذا یہ بھی اہل سنت کے درمیان متفق علیہ امر ہے کہ آخری مجدد اس امت کا مسیح موعود ہے جو آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا، اب تنقیح طلب یہ امر ہے کہ یہ آخری زمانہ ہے یا نہیں؟ یہود و نصاریٰ دونوں قومیں اس پر اتفاق رکھتی ہیں کہ یہ آخری زمانہ ہے۔ اگر چاہو تو پوچھ لو۔“ (سنت اللہ ص ۱۹۳)

مرزا صاحب نے اپنی دلیل کو تین مقدموں سے ترتیب دیا ہے۔

(الف): ارشاد نبویؐ کہ ہر صدی کے سر پر ایک مجدد ہوگا۔

(ب): اہل سنت کا اتفاق کہ آخری صدی کا آخری مجدد مسیح ہوگا۔

(ج): یہود و نصاریٰ کا اتفاق کہ مرزا صاحب کا زمانہ آخری زمانہ ہے۔

نتیجہ ظاہر ہے کہ اگر چودھویں صدی آخری زمانہ ہے تو اس میں آنے والا مجدد

ی ”آخری مجدد“ ہو گا اور جو ”آخری مجدد“ ہو گا لازماً وہی مسیح موعود بھی ہوگا۔ لیکن

اگر چودھویں صدی کے ختم ہونے پر پندرہویں صدی شروع ہوگئی تو فرمودہ نبویؐ کے

مطابق اس کے سر پر بھی کوئی مجدد آئے گا، اس کے بعد سولہویں صدی شروع ہوئی تو لازماً

اس کا بھی کوئی مجدد ضرور ہوگا۔

پس نہ چودھویں صدی آخری زمنہ ہوا اور نہ مرزا صاحب کا ”آخری مجدد“ ہونے کا دعویٰ صحیح ہوا۔ اور جب وہ ”آخری مجدد“ نہ ہوئے تو مہدی یا مسیح بھی نہ ہوئے کیونکہ ”الل سنت میں یہ امر متفق علیہ امر ہے کہ ”آخری مجدد“ اس امت کے حضرت مسیح علیہ السلام ہوں گے۔“ اگر آپ صرف اسی ایک نکتہ پر بنظر انصاف غور فرمائیں تو آپ کا فیصلہ یہ ہوگا کہ مرزا صاحب کا دعویٰ غلط ہے۔ وہ مسیح اور مہدی نہیں۔

۲۔ حضرت مسیح علیہ السلام کتنی مدت قیام فرمائیں گے؟

زمنہ نزول مسیح کا تصفیہ ہو جانے کے بعد دوسرا سوال یہ ہے کہ مسیح علیہ السلام کتنی مدت زمین پر قیام فرمائیں گے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ احادیث طیبہ میں ان کی مدت قیام چالیس سال ذکر فرمائی گئی ہے۔ (حقیقۃ النبوءہ ص ۱۱۲۔ لڑ مرزا محمود امیر صاحب) یہ مدت خود مرزا صاحب کو بھی مسلم ہے، بلکہ اپنے بڑے میں ان کا چہل (۴۰) سالہ دعوت کا الہام بھی ہے، چنانچہ اپنے رسالہ ”نشان آسمانی“ میں شاہ نعمت اللہ ولی کے شعر:

”تا چہل سال اے برادر من دور آں شہسواری بینم“

کو نقل کر کے لکھتے ہیں:

”یعنی اس روز سے جو وہ امام مہم ہو کر اپنے تئیں ظہر کرے گا، چالیس برس تک زندگی کرے گا، اب واضح رہے کہ یہ عاجز اپنی عمر کے چالیسویں برس میں دعوت حق کے لئے بلہام خاص مامور کیا گیا اور بشدت دی گئی کہ اسی ۸۰ برس تک یا اس کے قریب تیری عمر ہے، سو اس الہام سے چالیس برس تک دعوت ثابت ہوتی ہے۔ جن میں سے دس برس کامل گزر بھی گئے۔“ (ص ۱۳ مع جلد نمٹ ۱۹۳۳ء)

مرزا صاحب کے اس حوالے سے واضح ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام چالیس برس زمین پر رہیں گے اور سب جانتے ہیں کہ مرزا صاحب نے ۱۸۹۱ء میں مسیحیت کا دعویٰ کیا اور ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو داغ مفارقت دے گئے۔ گویا مسیح ہونے کے دعوے کے ساتھ کل ساڑھے سترہ برس دنیا میں رہے۔ اور اگر اس کے ساتھ وہ زمنہ بھی شامل کر لیا جائے جبکہ ان کا دعویٰ صرف مجددیت کا تھا، مسیحیت کا نہیں تھا، تب بھی جون ۱۸۹۲ء (جو نشان آسمانی کا سن تصنیف ہے) تک ”دس برس کامل“ کا زمنہ اس میں مزید

شامل کرنا ہو گا اور ان کی مدت قیام ۲۶ سال بنے گی۔ لہذا فرمودہ بنوی (چالیس برس زمین پر رہیں گے) کے معیار پر تب بھی وہ پورے نہ اترے اور نہ ان کا دعویٰ مسیحیت ہی صحیح ثابت ہوا۔ یہ دوسرا نکتہ ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ مرزا صاحب مسیح نہیں تھے۔

۳۔ حضرت مسیح علیہ السلام کے احوال شخصیہ

(الف)۔ شادی اور اولاد:

حضرت مسیح علیہ السلام زمین پر تشریف لانے کے بعد شادی کریں گے۔ اور ان کے اولاد ہوگی۔ (مکتوبہ ص ۲۸۰)

یہ بات جناب مرزا صاحب کو بھی مسلم ہے۔ چنانچہ وہ اپنے ”نکاح آسمانی“ کی تائید میں فرماتے ہیں۔

اس پیش گوئی کی تصدیق کے لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی

پہلے سے پیش گوئی فرمائی ہوئی ہے۔ ”بتزوج ویولد“ یعنی وہ مسیح موعود بیوی کرے گا، اور نیز صاحب اولاد ہوگا۔ اب ظاہر کہ تزوج اور اولاد کا ذکر کرنا عام طور پر مقصود نہیں۔ کیونکہ عام طور پر ہر یب شادی کرتا ہے اور اولاد بھی ہوتی ہے۔ اس میں کچھ خوبی نہیں۔ بلکہ تزوج سے مراد خاص تزوج ہے جو بطور نشان ہوگا۔ اور اولاد سے مراد خاص اولاد ہے۔ جس کی نسبت اس عاجز کی پیش گوئی ہے۔ گویا اس جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سیاہ دل منکروں کو ان کے شہمت کا جواب دے رہے ہیں کہ یہ باتیں ضرور پوری ہوں گی۔“ (میرہ انہم آختم ص ۵۳)

بلاشبہ جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کے پورا ہونے سے منکر ہو، اس کے سیاہ دل ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے!

جناب مرزا صاحب کی یہ تحریر ۱۸۹۶ء کی ہے اس وقت مرزا صاحب کی دو شادیاں ہو چکی تھیں۔ اور دونوں سے اولاد بھی موجود تھی۔ مگر بقول ان کے ”اس میں کچھ خوبی نہیں۔“ لیکن جس شادی کو بطور نشان ہونا تھا اور اس سے جو ”خاص اولاد“

ملے موری بیگم سے مرزا صاحب کے نکاح آسمانی کی ہماری پیش گوئی۔

۲۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے پہلی زندگی میں نکاح نہیں کیا تھا اور بیوی بچوں کے قصے سے آزاد رہے تھے اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ دوبارہ تشریف لائیں گے تو نکاح بھی کریں گے اور ان کے اولاد بھی ہوگی۔

پیدا ہونی تھی، جس کی تصدیق کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ”یتزوج واولدہ“ فرمایا تھا۔ وہ مرزا صاحب کو نصیب نہ ہو سکی۔ لہذا وہ اس معیاد نبوی پر بھی پورے نہ اترے، اور جو لوگ خیال کرتے ہوں کہ مسیح کے لئے اس خاص شادی اور اس سے اولاد کا ہونا کچھ ضروری نہیں تو اس کے بغیر بھی کوئی شخص ”مسیح موعود“ کہلا سکتا ہے مرزا صاحب کے بقول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مندرجہ بالا ارشاد میں ان ہی سیاہ دل منکروں کے شبہات کا ازالہ فرمایا ہے۔ یہ تیسرا نکتہ ہے جس سے ثابت ہوا کہ مرزا صاحب مسیح نہیں تھے۔

(ب) - حج و زیارت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مسیح علیہ السلام کے حالات ذکر کرتے ہوئے ان کے حج و عمرہ کرنے اور روضہ اقدس پر حاضر ہو کر سلام پیش کرنے کو بطور خاص ذکر فرمایا ہے۔ (مصدق ماہ حج ۲ ص ۵۹۵)

جناب مرزا صاحب کو بھی یہ معیار مسلم تھا۔ چنانچہ ”ایام الصلح“ میں اس سوال کا جواب دیتے ہوئے کہ آپ نے اب تک حج کیوں نہیں کیا کہتے ہیں:

”ہذا حج تو اس وقت ہو گا جب دجل بھی کفر اؤد جمل سے باز آکر طواف بیت اللہ کرے گا۔ کیونکہ بموجب حدیث صحیح کے وہی وقت مسیح موعود کے حج کا ہو گا۔“

(ص ۱۶۸)

ایک اور جگہ مرزا صاحب کے ملفوظات میں ہے۔ (ص ۱۶۸)

”مولوی محمد حسین بنالوی کا خط حضرت مسیح موعود کی خدمت میں سنایا گیا۔ جس میں اس نے اعتراض کیا تھا کہ آپ حج کیوں نہیں کرتے۔ اس کے جواب میں حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ:

”میرا پہلا کام خنزیروں کا قتل اور صلیب کی ٹھکست ہے، ابھی تو میں خنزیروں کو قتل کر رہا ہوں، بہت سے خنزیر مرچکے ہیں اور بہت سخت جان ابھی باقی ہیں۔ ان سے فرصت اور فراغت ہوئے۔“

(ملفوظات ہمدیہ حصہ ہفتم ص ۲۶۳ مرتبہ منظور اسی صاحب)

مگر سب دنیا جانتی ہے کہ مرزا صاحب حج و زیارت کی سعادت سے آخری لمحہ حیات تک محروم رہے لہذا وہ اس معیار نبوی کے مطابق بھی مسیح موعود نہ ہوئے۔

(ج) - وفات اور تدفین

حضرت مسیح علیہ السلام کے حالات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ اپنی مدت قیام پوری کرنے کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا انتقال ہوگا۔ مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے، اور انہیں روضہ اطہر میں حضرات ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پہلو میں دفن کیا جائے گا۔ (مکتبہ ص ۳۸۰)

جناب مرزا صاحب بھی اس معیار نبویؐ کو تسلیم کرتے ہیں۔ ”کشتی نوح“ میں تحریر فرماتے ہیں۔ ”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مسیح موعود میری قبر میں دفن ہوگا، یعنی وہ میں ہی ہوں۔“ (ص ۱۵)

دوسری جگہ لکھتے ہیں:

”ممکن ہے کوئی مشیل مسیح ایسا بھی آجائے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ کے پاس دفن ہو۔“ (ازہام ص ۳۷۰)

اور سب دنیا جانتی ہے کہ مرزا صاحب کو روضہ اطہر کی ہوا بھی نصیب نہ ہوئی۔ وہ تو ہندوستان کے قصبہ قادیان میں دفن ہوئے۔ لہذا وہ مسیح موعود بھی نہ ہوئے۔

۴۔ حضرت مسیحؑ آسمان سے نازل ہوں گے

جس مسیح علیہ السلام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پہنچانے کا حکم فرمایا ہے ان کے بارے میں یہ وضاحت بھی فرمادی ہے کہ وہ آسمان سے نازل ہوں گے۔ یہ معیار نبویؐ خود مرزا صاحب کو بھی مسلم ہے۔ چنانچہ ازالہ اوہام میں لکھتے ہیں:

”مثلاً صحیح مسلم کی حدیث میں جو یہ لفظ موجود ہے کہ حضرت مسیح جب آسمان سے نازل ہوں گے تو ان کا لباس زرد رنگ کا ہوگا۔“ (ص ۸۱)

اور سب کو معلوم ہے کہ مرزا صاحب چراغ بی بی کے پیٹ سے پیدا ہوئے تھے اور یہ بھی سب جانتے ہیں کہ عورت کے پیٹ کا نام آسمان نہیں۔ لہذا مرزا صاحب مسیح نہ ہوئے۔

۵۔ حضرت مسیح علیہ السلام کے کارنامے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس مسیح کے آنے کی خبر دی اور جنہیں سلام

پہنچانے کا حکم فرمایا ان کے کارنامے بڑی تفصیل سے امت کو بتائے۔ مثلاً صحیح بخاری کی حدیث میں ہے:

والذی نفسی یدہ لیوشکن ان ینزل
فیکم ابن مریم حکماً عدلاً فیکسر
الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع
الحرب۔

قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری
جان ہے کہ عنقریب تم میں حضرت عیسیٰ بن
مریم حاکم عادل کی حیثیت سے نازل ہوں
گے۔ پس صلیب کو توڑ دیں گے خنزیر کو قتل
کر دیں گے اور لڑائی موقوف کر دیں گے۔

(صحیح بخاری ص ۴۹۰ ج ۱)

اس حدیث میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد از نزول متعدد کارنامے مذکور ہیں
ان کی مختصر تشریح کرنے سے پہلے لازم ہے کہ ہم اس حقیقت کو من و عن تسلیم کرنے کے
لئے تیار ہوں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھا کر بیان فرمائی ہے۔ کیونکہ قسم اسی
جگہ کھلی جاتی ہے۔ جہاں اس حقیقت کو شک و شبہ کی نظر سے دیکھا جاتا ہو، یا وہ مخاطبین کو
کچھ عجوبہ اور اچنبھا معلوم ہوتی ہو اور اسے بغیر کسی تاویل کے تسلیم کرنے پر آمادہ نظر نہ آتے
ہوں۔ قسم کھانے کے بعد جو لوگ اس قسم کو سچا سمجھیں گے وہ اس حقیقت کو بھی تسلیم کریں
گے۔ لیکن جو لوگ اس حقیقت کو تسلیم کرنے سے گریز کریں تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ
انہیں قسم کھانے والے کی قسم پر بھی اعتبار نہیں اور نہ وہ اسے سچا ماننے کے لئے تیار ہیں؛ یہ
بات خود مرزا صاحب کو بھی مسلم ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

والقسم یدل علی ان الخبر محمول علی الظاهر، لا تاویل فیہ ولا استثناء (حفتہ بشری ص ۳)
قسم اس امر کی دلیل ہے کہ خبر اپنے ظاہر پر محمول ہے۔ اس میں نہ کوئی تاویل ہے اور نہ
استثناء

(الف) - مسیح علیہ السلام کون ہیں؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قسم کھا کر فرماتے ہیں کہ:

(۱) آنے والے مسیح کا نام عیسیٰ ہو گا جبکہ مرزا صاحب کا نام غلام احمد تھا، ذرا غور

فرمائیے کہ کہاں عیسیٰ اور کہاں غلام احمد؟ ان دونوں ناموں کے درمیان کیا جوڑ؟

(۲) مسیح کی والدہ کا نام مریم صدیقہ ہے۔ جبکہ مرزا صاحب کی ماں کا نام چراغ بی بی

تھا۔

(۳) مسیح علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے، جب کہ مرزا صاحب نازل نہیں ہوئے۔

یہ تینوں خبریں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حلفا دی ہیں۔ اور ابھی معلوم ہو چکا ہے کہ جو خبر قسم کھا کر دی جائے اس میں کسی تاویل اور کسی استثناء کی گنجائش نہیں ہوتی۔ اب انصاف فرمائیے کہ جو لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ان حلفیہ خبروں میں تاویل کرتے ہیں کیا ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان ہے؟ یا ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں!

(ب) - حاکم عادل

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مسیح عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے بارے میں حلفیہ خبر دی ہے کہ وہ حاکم عادل کی حیثیت سے تشریف لائیں گے اور ملت اسلامیہ کی سربراہی اور حکومت و خلافت کے فرائض انجام دیں گے۔ اس کے برعکس مرزا صاحب پشتوں سے انگریزوں کے محکوم اور غلام چلے آتے تھے۔ ان کا خاندان انگریزی سامراج کا ٹوڈی تھا۔ خود مرزا صاحب کا کام انگریزوں کے لئے مسلمانوں کی جاسوسی کرنا تھا، اور وہ انگریزوں کی غلامی پر فخر کرتے تھے۔ ان کو ایک دن کے لئے بھی کسی جگہ کی حکومت نہیں ملی۔ اس لئے ان پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد صادق نہیں آتا۔ چنانچہ وہ خود لکھتے ہیں:

”ممکن ہے اور بالکل ممکن ہے کہ کسی زمانے میں کوئی ایسا مسیح بھی آجائے جس پر حدیثوں کے ظاہری الفاظ صادق آسکیں، کیونکہ یہ عاجز اس دنیا کی حکومت اور بادشاہت کے ساتھ نہیں آیا۔“

(ازلہ لوہام ص ۲۰۰)

پس جب مرزا صاحب بقول خود حکومت و بادشاہت کے ساتھ نہیں آئے، اور ان پر فرمان نبویؐ کے الفاظ صادق ہی نہیں آتے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق وہ مسیح نہ ہوئے۔

(ج) کسر صلیب

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری کا سب سے اہم اور اصل مشن اپنی قوم کی

اصلاح کرنا ہے اور ان کی قوم کے دو حصے ہیں۔ ایک مخالفین یعنی یہود، اور دوسرے محبین، یعنی نصاریٰ۔

ان کے نزول کے وقت یہود کی قیادت دجلل یہودی کے ہاتھ میں ہوگی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لاکر سب سے پہلے دجلل کو قتل اور یہود کا صفایا کریں گے۔ (میں اسے آگے چل کر ذکر کروں گا۔) ان سے نمٹنے کے بعد آپ اپنی قوم نصاریٰ کی طرف متوجہ ہوں گے، اور ان کی غلطیوں کی اصلاح فرمائیں گے، ان کے اعتقادی بگاڑ کی ساری بنیاد عقیدہ تثلیث، کفارہ اور صلیب پرستی پر مبنی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری سے واضح ہو جائے گا کہ وہ بھی دوسرے انسانوں کی طرح ایک انسان ہیں، لہذا تثلیث کی تردید ان کا سراپا وجود ہوگا، کفارہ اور صلیب پرستی کا مدار اس پر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو معاذ اللہ سولی پر لٹکایا گیا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بقید حیات ہونا ان کے عقیدہ کفارہ اور تقدس صلیب کی نفی ہوگی۔ اس لئے تمام عیسائی اسلام کے حلقہ بگوش ہو جائیں گے۔ اور اپنے سارے عقائد باطلہ سے توبہ کر لیں گے، اور ایک بھی صلیب دنیا میں باقی نہیں رہے گی۔

خنزیر خوری ان کی ساری معاشرتی برائیوں کی بنیاد تھی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب کو توڑ ڈالیں گے۔ اور خنزیر کو قتل کریں گے۔ جس سے عیسائیوں کے اعتقادی اور معاشرتی بگاڑ کی ساری بنیادیں منہدم ہو جائیں گی۔ اور خود نصاریٰ مسلمان ہو کر صلیب کو توڑنے اور خنزیر کو قتل کرنے کا کام کریں گے۔ اور جو شخص صلیب طاقتوں کا جاسوس ہو اس کو کسر صلیب کی توفیق ہو بھی کیسے سکتی تھی۔

یہ سہوہ ”کسر صلیب“ جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری کے ذیل میں حلفاً بیان فرمایا ہے۔

جناب مرزا صاحب کو کسر صلیب کی توفیق جیسی ہوئی وہ کسی بیان کی محتاج نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی مزعومہ ”کسر صلیب“ کے دور میں عیسائیت کو روز افزوں ترقی ہوئی۔ خود مرزا صاحب کا بیان ملاحظہ فرمائیے۔

”اور جب تیرھویں صدی کچھ نصف سے زیادہ گذر گئی تو یک دفعہ اس دجللی گروہ کا خروج ہوا اور پھر ترقی ہوتی گئی۔ یہاں تک کہ اس صدی کے اواخر میں بقول پادری ہیکر صاحب پانچ لاکھ تک صرف ہندوستان میں ہی کرشن شدہ لوگوں کی

نوبت پہنچ گئی اور اندازہ کیا گیا کہ قریباً ہر سال میں ایک لاکھ آدمی عیسائی مذہب میں داخل ہو جاتا ہے۔“

(تذکرہ ص ۳۹۱)

یہ تو مرزا صاحب کی سبز قدمی سے ان کی زندگی میں حل تھا، اب ذرا ان کے دنیا سے رخصت ہونے کا حل سنئے۔ اخبر الفضل قادیان ۱۹ جون کی اشاعت میں صفحہ ۵ پر لکھتا ہے۔

”کیا آپ کو معلوم ہے کہ اس وقت ہندوستان میں عیسائیوں کے (۱۳۷) مشن کام کر رہے ہیں۔ یعنی ہیڈ مشن۔ ان کی برانچوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ ہیڈ مشنوں میں اٹھارہ سو سے زائد پادری کام کر رہے ہیں۔ (۳۰۳) اسپتال ہیں جن میں (۵۰۰) ڈاکٹر کام کر رہے ہیں (۳۳) پریس ہیں اور تقریباً (۱۰۰) اخبارات مختلف زبانوں میں چھپتے ہیں۔ (۵۱) کالج (۶۱) ہائی اسکول اور (۶۱) ٹینگ کالج ہیں۔ ان میں ساٹھ ہزار طالب علم تعلیم پاتے ہیں۔ کئی فوج میں (۳۰۸) یورپین اور (۲۸۸۶) ہندوستانی مناد کام کرتے ہیں۔ ان کے ماتحت (۵۰۷) پرائمری اسکول ہیں جن میں (۱۸۶۷۵) آدمیوں کی پرورش ہورہی ہے۔ اور ان سب کوششوں اور قربانیوں کا نتیجہ یہ ہے کہ کنا جاتا ہے روزانہ (۲۲۳) مختلف مذاہب کے آدمی ہندوستان میں عیسائی ہو رہے ہیں۔ ان کے مقابلہ میں مسلمان کیا کر رہے ہیں؟ وہ تو شاید اس کام کو قابل توجہ بھی نہیں سمجھتے۔ (یوں ہی یہ ہندو سماج کے ہر دن کا پہلا کام۔ اس لئے مسلمانوں کو اس طرف توجہ نہیں ہونی؟..... ہاں) احمدی جماعت کو سوچنا چاہئے کہ عیسائیوں کی مشنزوں کی تعداد کے اس قدر وسیع جہل کے مقابلے میں اس کی مساعی کی کیا حیثیت ہے۔ ہندوستان بھر میں ہمارے دو درجن مبلغ ہیں اور وہ بھی جن مشکلات میں کام کر رہے ہیں۔ انہیں بھی ہم خوب جانتے ہیں۔“

دیدہ عبرت سے الفضل کی رپورٹ پڑھے کہ ۱۹۳۱ء میں (۸۱۷۶۰) اکیاسی ہزار سات سو ساٹھ آدمی سالانہ کے حساب سے صرف ہندوستان میں عیسائی ہو رہے تھے، باقی سب دنیا کا قصہ الگ رہا۔ اب انصاف سے بتائے کہ کیا یہی ”کسر صلیب“ تھی جس کی خوشخبری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حلفاً دے رہے ہیں اور کیا یہی ”کاسر صلیب“ سچ ہے جسے سلام پہنچانے کی آپؐ وصیت فرما رہے ہیں؟ کسوٹی میں نے آپ کے سامنے

”عیسائی مشنزوں نے ایک ”سیلین آری“ بھی ہے جس کے معنی ہیں ”نہت دہنہ فوج“ عرف عام میں کئی فوج کھلتی ہے۔ اس کے آدمی ہندوستان میں رہتے ہیں اور اس کے رموز سے بے خبر مسلمانوں نے اس فوج کو لڑنا پھیلانے کی کئی پھینک دے رکھی ہے۔

پیش کر دی ہے۔ اگر آپ کھوٹے کھرے کو پرکھنے کی صلاحیت رکھتے ہیں تو آپ کے ضمیر کو فیصلہ کرنا چاہئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ”مسح قادیانی“ کو ”کاسر صلیب“ کہہ کر سلام نہیں بھجوار ہے۔ وہ کوئی اور ہی مسح ہو گا جو چند دنوں میں عیسائیت کے آٹھ روئے زمین سے صفایا کر دے گا۔ صلوات اللہ و سلامہ علیہ۔

مرزا صاحب کی کوئی بات تاویلات کی بیساکھیوں کے بغیر کھڑی نہیں ہو سکتی تھی حالانکہ میں عرض کر چکا ہوں کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حلفیہ بیان ہے جس میں تاویلات کی سرے سے گنجائش ہی نہیں، اسی لئے مرزا صاحب نے ”کسر صلیب“ کے معنی ”موت مسح کا اعلان“ کرنے کے فرمائے۔ چونکہ مرزا صاحب نے بزم خود مسح علیہ السلام کو مد کر (نعوذ باللہ) یوزا آسف کی قبر واقع محلہ خانیار سرینگر میں انہیں دفن کر دیا۔ اس لئے فرض کر لینا چاہئے کہ بس صلیب ٹوٹ گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرزا صاحب نے بہت سی جگہ اس بات کو بڑے طمطراق سے بیان کیا ہے کہ میں نے عیسائیوں کا خدا مد دیا، ایک جگہ لکھتے ہیں کہ

”اصل میں ہمارا وجود دو باتوں کے لئے ہے ایک تو ایک نبی کو مدنے کے لئے

دوسرا شیطان کو مدنے کے لئے۔“

(ملفوظات ص ۲۰ جلد ۱۰)

اگر اللہ تعالیٰ نے کسی کو عقل و فہم کی دولت عطا فرمائی ہے تو اسے سوچنا چاہئے کہ ہندوستان میں عیسائیوں کے خدا کو مدنے کا سرا سر سید کے سر پر ہے، جس زمانے میں مرزا صاحب حیات مسح کا عقیدہ رکھتے تھے اور براہین احمدیہ میں ص ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۵ میں قرآن کریم کی آیات اور اپنے الہامات کے حوالے دے کر حیات مسح ثابت فرماتے تھے، سرسید بزم خود اسی وقت عیسیٰ علیہ السلام کی موت (نعوذ باللہ) اتر روئے قرآن ثابت کر چکے تھے، حکیم نور دین، مولوی عبدالکریم، مولوی محمد احسن امر و ہوی اور کچھ جدید تعلیم یافتہ طبقہ سرسید کے نظریات سے متاثر ہو کر وفات مسح کا قائل تھا۔ اس لئے اگر وفات مسح ثابت کرنا ”کسر صلیب“ ہے تو ”مسح موعود“ اور ”کاسر صلیب“ کا خطاب مرزا صاحب کو نہیں بلکہ سرسید احمد خان کو ملنا چاہئے۔

اور اس بات پر بھی غور فرمائیے کہ عیسائیوں کی صلیب پرستی اور کفارہ کا مسئلہ صلیب کے اس تقدس پر مبنی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام (نعوذ باللہ) صلیب پر لٹکائے گئے، اور اس نکتہ کو مرزا صاحب نے خود تسلیم کر لیا۔ مرزا صاحب کو عیسائیوں سے

صرف اتنی بات میں اختلاف ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام صلیب پر نہیں مرے، بلکہ کالمیت (مردہ کی مانند) ہو گئے تھے اور بعد میں اپنی طبعی موت مرے۔

بہر حال مرزا صاحب کو عیسیٰ علیہ السلام کا صلیب پر لٹکایا جانا بھی مسلم اور ان کا فوت ہو جانا بھی مسلم۔ اس سے تو عیسائیوں کے عقیدہ و تقدس صلیب کی تائید ہوئی نہ کہ ”کسر صلیب۔“

اس کے برعکس اسلام یہ کہتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صلیب پر لٹکائے جانے کا افسانہ ہی یسویوں کا خود تراشیدہ ہے، جسے عیسائیوں نے اپنی جہالت سے مان لیا ہے۔ ورنہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہ صلیب پر لٹکائے گئے، اور نہ صلیب کے تقدس کا کوئی سوال پیدا ہوتا ہے، اور یہی وہ حقیقت ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول پر کھلے گی۔ اور دونوں قوموں پر ان کی غلطی واضح ہو جائے گی۔ جس کے لئے نہ مناظروں اور اشتہادوں کی ضرورت ہوگی نہ ”لندن کانفرنسوں“ کی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا وجود سامی ان کے عقائد کے غلط ہونے کی خود دلیل ہوگا۔

(د) لڑائی موقوف، جزئیہ بند

صحیح بخاری کی مندرجہ بالا حدیث میں حضرت مسیح علیہ السلام کا ایک کلرنامہ ”یضع الحرب“ بیان فرمایا ہے یعنی وہ لڑائی اور جنگ کو ختم کر دیں گے۔ اور دوسری روایات میں اس کی جگہ ”ویضع الجزیة“ کے لفظ ہیں۔ یعنی جزئیہ موقوف کر دیں گے۔

مرزا صاحب نے اپنی کتابوں میں بے شمار جگہ اس ارشاد نبویؐ کے حوالے سے انگریزی حکومت کی دائمی غلامی اور ان کے خلاف جہاد کو حرام قرار دیا۔ حالانکہ حدیث نبویؐ کا منشا یہ تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد لوگوں کے مذہبی اور نفسانی اختلافات مٹ جائیں گے (جیسا کہ آگے ”زمانہ کا نقشہ“ کے ذیل میں آتا ہے) اس لئے نہ لوگوں کے درمیان کوئی عداوت و کدورت باقی رہے گی۔ نہ جنگ و جدال..... اور چونکہ تمام مذاہب مٹ جائیں گے، اس لئے جزئیہ بھی ختم ہو جائے گا۔

ادھر مرزا صاحب کی سبز قدمی سے اب تک دو عالمی جنگیں ہو چکی ہیں، روزانہ کہیں نہ کہیں جنگ جلدی ہے اور تیسری عالمی جنگ کی تلوار انسانیت کے سروں پر لٹک رہی ہے اور مرزا صاحب جزئیہ تو کیا بند کرتے وہ اور ان کی جماعت آج تک خود غیر مسلم

قوتوں کی باج گزار ہے، اب انصاف فرمائیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مسیح علیہ السلام کی جو یہ علامت حلفاً بیان فرمائی ہے کہ ان کے زمانے میں لڑائی بند ہو جائے گی اور جزیہ موقوف ہو جائے گا کیا یہ علامت مرزا صاحب میں پائی گئی؟ اگر نہیں، اور یقیناً نہیں تو مرزا صاحب کو مسیح ماننا کتنی غلط بات ہے۔

(۵) قتل دجال

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا ایک عظیم الشان کارنامہ ”قتل دجال“ ہے۔ احادیث طیبہ کی روشنی میں دجال کا مختصر قصہ یہ ہے کہ وہ یہود کا رئیس ہوگا، ابتداء میں نیکی و پارسائی کا اظہار کرے گا۔ پھر نبوت کا دعویٰ کرے گا اور بعد میں خدائی کا۔ (حج ہدی ج ۱۳ ص ۷۹) وہ آنکھ سے کانٹا ہوگا۔ ماتھے پر ”کافر“ یا (ک، ف، ر) لکھا ہوگا۔ جسے ہر خواندہ و ناخواندہ مسلمان پڑھے گا، اس نے اپنی جنت و دوزخ بھی بنا رکھی ہوگی، (مشکوٰۃ ص ۴۷۳)۔ اصفہان کے ستر ہزار یہودی اس کے ہمراہ ہوں گے (مشکوٰۃ ص ۴۷۵)۔ شام و عراق کے درمیان سے خروج کرے گا، اور دائیں بائیں فساد پھیلانے گا، چالیس دن تک زمین میں اودھم مچائے گا، ان چالیس دنوں میں سے پہلا دن ایک سل کے برابر ہوگا، دوسرا ایک ماہ کے برابر، تیسرا ایک ہفتہ کے برابر اور باقی ۳۶ دن معمول کے مطابق ہوں گے۔ ایسی تیزی سے مسافت طے کرے گا جیسے ہوا کے پیچھے بادل ہوں۔ (مشکوٰۃ ص ۴۷۳)۔ لوگ اس کے خوف سے بھاگ کر پہاڑوں میں چلے جائیں گے۔

حق تعالیٰ کی طرف سے اس کو فتنہ و استدراج دیا جائے گا۔ اس کے خروج سے پہلے تین سل ایسے گزریں گے کہ پہلے سل ایک تہائی بارش اور ایک تہائی غلہ کی کمی ہو جائے گی، دوسرے سل دو تہائی کی کمی ہوگی اور تیسرے سل نہ بارش کا قطرہ برے گا اور نہ زمین میں کوئی روئیدگی ہوگی۔ اس شدت قحط سے حیوانات اور درندے تک مر س گے۔ جو لوگ دجال پر ایمان لائیں گے ان کی زمینوں پر بارش ہوگی اور ان کی زمین میں روئیدگی ہوگی، ان کے چوپائے کو کھیس بھرے ہوئے چراگاہ سے لوٹیں گے، اور جو لوگ اس کو نہیں مانیں گے وہ مفلوک الحال ہوں گے، ان کے سب مال موسیٰ تباہ ہو جائیں گے۔ (مشکوٰۃ ص ۴۷۳-۴۷۷)

دجال ویرانے پر سے گزرے گا تو زمین کو حکم دے گا کہ اپنے خزانے اگل دے

چنانچہ خزانے نکل کر اس کے ہمراہ ہو لیں گے۔ (سفرۃ من ۴۷۲)

ایک رہسائی اعرابی سے کہے گا کہ اگر میں تیرے اونٹ زندہ کر دوں تو مجھے مان لے گا؟ وہ کہے گا ضرور! چنانچہ شیطان اس کے اونٹوں کی شکل میں سامنے آئیں گے اور وہ سمجھے گا کہ واقعی اس کے اونٹ زندہ ہو گئے ہیں اور اس شعبدہ کی وجہ سے دجال کو خدا مان لے گا۔

اسی طرح ایک شخص سے کہے گا کہ اگر میں تیرے باپ اور بھائی کو زندہ کر دوں تو مجھے مان لے گا؟ وہ کہے گا ضرور۔ چنانچہ اس کے باپ اور بھائی کی قبر پر جائے گا تو شیاطین اس کے باپ اور بھائی کی شکل میں سامنے آکر کہیں گے ہاں! یہ خدا ہے، اسے ضرور مانو۔ (سفرۃ من ۴۷۷)

اس قسم کے بے شمار شعبدوں سے وہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو گمراہ کرے گا، اور اللہ تعالیٰ کے خاص مخلص بندے ہی ہوں گے جو اس کے دجل و فریب اور شعبدوں اور کرشموں سے متاثر نہیں ہوں گے۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت فرمائی جو شخص خروج دجل کی خبر سنے اس سے دور بھاگ جائے۔ (سفرۃ من ۴۷۷)

بالآخر دجل اپنے لاؤ و لشکر سمیت مدینہ طیبہ کا رخ کرے گا، مگر مدینہ طیبہ میں داخل نہیں ہو سکے گا، بلکہ احد پہاڑ سے پیچھے پڑاؤ کرے گا، پھر اللہ تعالیٰ کے فرشتے اس کا رخ ملک شام کی طرف پھیر دیں گے، اور وہیں جا کر وہ ہلاک ہو گا۔ (سفرۃ من ۴۷۵)

دجل جب شام کا رخ کرے گا تو اس وقت حضرت امام مہدی علیہ الرضوان قسطنطنیہ کے محل پر نصاریٰ سے مصروف جہاد ہوں گے، خروج دجل کی خبر سن کر ملک شام کو واپس آئیں گے، اور دجل کے مقابلے میں صف آراء ہوں گے، نماز فجر کے وقت، جب کہ نماز کی اقامت ہو چکی ہوگی، عیسیٰ ذیہ السلام نزول فرمائیں گے۔ حضرت مہدی علیہ الرضوان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نماز جمعہ کے لئے آگے کریں گے۔ اور خود پیچھے ہٹ آئیں گے، مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام انہی کو نماز پڑھانے کا حکم فرمائیں گے (سفرۃ من ۲۸۰)۔ نماز سے فدرغ ہو کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجل کے مقابلے کے لئے نکلیں گے۔ وہ آپ کو دیکھتے ہی بھاگ کھڑا ہو گا۔ اور پیسے کی طرح پھٹنے لگے گا۔ آپ ”باب لد“ پر (جو اس وقت اسرائیلی مقبوضات میں ہے) اسے جا لیں گے اور اسے قتل کر دیں گے۔ (سفرۃ من ۴۷۳)

امام ترمذی "حضرت مجمع بن جاریہ" کی روایت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کر کے کہ "حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو باب لد پر قتل کریں گے" فرماتے ہیں:

"اس باب میں عمران بن حصین، نافع بن عقبہ، ابی برزہ، حذیفہ بن اسید، ابی ہریرہ، کیسان، عثمان بن ابی العاص، جابر، ابی امامہ، ابن مسعود، عبداللہ بن عمر، سمرہ بن جندب، نواس بن سمعان، عمر بن عوف، حذیفہ بن یمان" (یعنی پندرہ صحابہ) سے احادیث مروی ہیں، یہ حدیث صحیح ہے۔"

(ترمذی ص ۲۷۳۸)

یہ ہے وہ دجال جس کے قتل کرنے کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش گوئی فرمائی ہے اور جس کے قاتل کو سلام پہنچانے کا حکم فرمایا ہے۔

کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان ہی نہ رکھتا ہو تو اس کی بات دوسری ہے۔ لیکن جو شخص آپ پر ایمان رکھنے کا دعویٰ کرتا ہے اسے انصاف کرنا چاہئے کہ کیا ان صفات کا دجال کبھی دنیا میں نکلا ہے اور کیا کسی عیسیٰ ابن مریم نے اسے قتل کیا ہے؟

جس طرح مرزا صاحب کی مسیحیت خود ساختہ تھی اسی طرح انہیں دجال بھی مصنوعی تیار کرنا پڑا، چنانچہ فرمایا کہ عیسائی پادریوں کا گروہ دجال ہے، یہ بات مرزا صاحب نے اتنی تکرار سے لکھی ہے کہ اس کے لئے کسی حوالے کی ضرورت نہیں۔

اول تو یہ پادری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی پہلے سے چلے آ رہے تھے۔ اگر یہی دجال ہوتے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے زمانے ہی میں فرما دیتے کہ یہ دجال ہیں۔ پھر کیا وہ نقشہ اور دجال کی وہ صفات و احوال جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائے ہیں، ان عیسائی پادریوں میں پائے جاتے ہیں؟

اور اگر مرزا صاحب کی اس تاویل کو صحیح بھی فرض کر لیا جائے تو عقل و انصاف سے فرمایا جائے کہ کیا مرزا صاحب کی مسیحیت سے پادری

ہلاک ہو چکے ہیں؟ اور اب دنیا میں کہیں عیسائی پادریوں کا وجود باقی نہیں رہا؟ یہ تو ایک مشہدے کی چیز ہے جس کے لئے قیاس و منطق لڑانے کی ضرورت نہیں۔ اگر مرزا صاحب کا دجل قتل ہو چکا ہے تو پھر یہ دنیا میں عیسائی پادریوں کی کیوں بھرمار ہے؟ اور دنیا میں عیسائیت روز افزوں ترقی کیوں کر رہی ہے؟

۶۔ مسیح علیہ السلام کے زمانے کا عام نقشہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارگت زمانے کا نقشہ بھی بڑی وضاحت و تفصیل سے بیان فرمایا ہے۔ اختصار کے مد نظر میں یہاں بطور نمونہ صرف ایک حدیث کا ترجمہ نقل کرتا ہوں جسے مرزا محمود احمد صاحب نے حقیقۃ النبوة کے صفحہ ۱۹۲ پر نقل کیا ہے۔ یہ ترجمہ بھی خود مرزا محمود احمد صاحب کے قلم سے ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

”انبیاءِ علانی بھائیوں کی طرح ہوتے ہیں ان کی مائیں تو مختلف ہوتی ہیں، اور دین ایک ہوتا ہے، اور میں عیسیٰ ابن مریم سے سب سے زیادہ تعلق رکھنے والا ہوں، کیونکہ اس کے اور میرے درمیان کوئی نبی نہیں، اور وہ نازل ہونے والا ہے پس جب اسے دیکھو تو پہچان لو کہ وہ درمیانہ قامت، سرخی سفیدی ملا ہوا رنگ، زرد کپڑے پہنے ہوئے، اس کے سر سے پانی ٹپک رہا ہوگا، گو سر پر پانی ہی نہ ڈالا ہو۔ اور وہ صلیب کو توڑ دے گا اور خنزیر کو قتل کر دے گا اور جزیہ ترک کر دیگا اور لوگوں کو اسلام کی طرف دعوت دے گا۔ اس کے زمانے میں سب مذاہب ہلاک ہو جائیں گے، اور صرف اسلام ہی رہ جائے گا اور شیر لوتنوں کے ساتھ، چیتے گائے بیلوں کے ساتھ، بھیڑیے بکریوں کے ساتھ چرتے پھریں گے، اور بچے سانپوں سے کھیلیں گے، اور وہ ان کو نقصان نہ دیں گے۔ عیسیٰ بن مریم چالیس سال زمین پر رہیں گے اور پھر وقت پا جائیں گے اور مسلمان ان کے جنت و کی نماز پڑھیں گے۔“

اس حدیث کو بلا بد بنظر عبرت پڑھا جائے، کیا مرزا صاحب کے زمانے کا یہی نقشہ ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ لڑائی بند ہو جائے گی مگر اخبلی رپورٹ کے مطابق اس صدی میں صرف ۲۴ دن ایسے گزرے ہیں جب زمین انسانی خون

سے لالہ زار نہیں ہوئی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دور میں امن و آشتی کا یہ حال ہو گا کہ دو آدمیوں کے درمیان تو کیا دو درندوں کے درمیان بھی عداوت نہیں ہوگی۔ مگر یہاں خود مرزا صاحب کی جماعت میں عداوت و نفرت کے شعلے بھڑک رہے ہیں، دوسروں کی تو کیا بات؟

۷۔ دنیا سے بے رغبتی اور انقطاع الی اللہ

صحیح بخاری شریف کی حدیث، جس کا حوالہ پہلے گزر چکا ہے کے آخر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں مال سیلاب کی طرح بہ پڑے گا، یہاں تک کہ اسے کوئی قبول نہیں کرے گا حتیٰ کہ ایک سجدہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہوگا۔ (صحیح بخاری ص ۳۹-۴۰)

اس کی وجہ یہ ہوگی کہ ایک تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری سے دنیا کو قیامت کے قریب آگنے کا یقین ہو جائے گا، اس لئے ہر شخص پر دنیا سے بے رغبتی اور انقطاع الی اللہ کی کیفیت غالب آجائے گی، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صحبت کیسیا اثر اس جذبے کو مزید جلا بخشنے گی۔ دوسرے، زمین اپنی تمام برکتیں اگل دے گی اور فقر و افلاس کا خاتمہ ہو جائے گا حتیٰ کہ کوئی شخص زکوٰۃ لینے والا بھی نہیں رہے گا۔ اس لئے ملی عبادات کے بجائے نماز ہی ذریعہ تقرب رہ جائے گی اور دنیا و مافیہا کے مقابلے میں ایک سجدے کی قیمت زیادہ ہوگی۔

جناب مرزا صاحب کے زمانے میں اس کے بالکل برعکس حرص اور لالچ کو ایسی ترقی ہوئی کہ جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے اتنی ترقی اسے شاید کبھی نہیں ہوئی ہوگی۔

حرف آخر

چونکہ آنجناب نے حضرت مسیح علیہ السلام کے بارے میں خدا اور رسول کی مخالفت ترک کرنے کی اس ناکارہ کوشش کی ہے۔ اس لئے میں جناب سے اور آپ کی وساطت سے آپ کی جماعت اور جماعت کے امام جناب مرزا ناصر احمد صاحب سے اپیل کروں گا کہ خدا اور رسول کے فرمودات کو سامنے رکھ کر مرزا صاحب کی حالت پر غور فرمائیں۔ اگر مرزا صاحب مسیح ثابت ہوتے ہیں تو بے شک ان کو مانیں۔ اور اگر وہ معیار نبوی پر پورے نہیں اترتے تو ان کو ”مسیح موعود“ ماننا خدا اور رسول کی مخالفت اور اپنی ذات سے صریح

بے انصافی ہے۔ اب جبکہ پندرہویں صدی کی آمد آمد ہے، ہمیں نئی صدی کے نئے مہم کے لئے خطر رہنا چاہئے۔ اور مرزا صاحب کے دعوے کو غلط سمجھتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات کی تصدیق کرنی چاہئے۔ کیونکہ خود مرزا صاحب کا ارشاد ہے:

”اگر میں نے اسلام کی حمایت میں وہ کام کر دکھایا جو مسیح موعود اور مسدی موعود کو کرنا چاہئے تو پھر میں سچا ہوں اور اگر کچھ نہ ہو اور میں مر گیا تو پھر سب گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں۔“

”پس اگر مجھ سے کروڑ نشان بھی ظاہر ہوں اور یہ علت علی ظہور میں نہ آوے تو میں جھوٹا ہوں۔“ (مرزا صاحب کا اعلام غامضی نذر حسین، متعدد جلدیں، جلد ۱۰، ص ۱۰۰)

جناب مرزا صاحب کا آخری فقرہ آپ کے پورے خط کا جواب ہے۔ پیش گوئیوں کی، بلند آہنگ دعویوں کی، اشعار کی، رسالوں کی، کتابوں کی، پریس کانفرنسوں کی، پریس (وغیرہ وغیرہ) کی صداقت و حقانیت کے بازار میں کوئی قیمت نہیں ہے۔ دیکھنے کی چیز وہ معیار نبویؐ ہے جو حضرت مسیح علیہ السلام کی تشریف آوری کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو عطا فرمایا۔ اگر مرزا صاحب ہزار تاویلوں کے باوجود بھی اس معیار صداقت پر پورے نہیں اترتے تو اگر آپ ان کی حقانیت پر ”کروڑ نشان“ بھی پیش کر دیں تب بھی نہ وہ ”مسیح موعود“ بنتے ہیں اور نہ ان کو مسیح موعود کہنا جائز ہے۔ میں جناب کو دعوت دیتا ہوں کہ مرزا صاحب کے دعاوی سے دستبردار ہو کر فرمودات نبویؐ پر ایمان لائیں۔ حق تعالیٰ آپ کو اس کا اجر دیں گے اور اگر آپ نے اس سے اعراض کیا تو مرنے کے بعد انشاء اللہ حقیقت کھل کر سامنے آجائے گی۔

سبۃ علیم لیثی ای دین تدانیت

وای غریم فی التقاضی غریمھا

والحمد لله اولاً و آخراً

فقط والدعا

محمد یوسف عفا اللہ عنہ

۱۹۷۱ء کے وسط میں آج سے ۱۷ سال پہلے لکھا گیا تھا، آٹھ پندرہویں صدی کے بھی دس سال گزر چکے ہیں، اور پندرہویں صدی کے قتم ہونے سے مرزا کا نام اور کاروائی قطعاً تلاطم ہو چکا ہے۔